ترقی

محمد یاسر حبیب

مملکت کی بقاء میں سب سے اہم چیز امن وامان ہے، جس معاشرے میں امن وامان موجود ہو وہ ترقی کی منازل آسانی سے طے کر لیتا ہے اور جہاں امن وامان کے قیام کی طرف توجہ نہیں دی جاتی وہ جلد یا بدیر روبہ زوال ہو جاتا ہے اور ترقی تو کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیل کو مکہ کی بے آب وگیاہ اور ویران سرزمین پر چھوڑ کر واپس جا رہے تھے تو اس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی کہ ''اے پروردگار تو اس جگہ کو امن وامان کا شہر بنادے اور اپنے فضل وکرم سے اس شہر میں بسنے والے والے تمام لوگوں کو ہر قسم کا رزق عطا فرمادے جو تجھ پر اور آخرت پر ایمان لے آئیں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امن وامان اور خوش حالی کی یہ دعا آج سے ہزاروں برس پہلے کی تھی، چنانچہ جب تک کسی ملک میں امن وامان قائم نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ ملک خوشحال اور ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا، لہٰذا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دنیاوی ترقی کا دارومدار امن وامان سے مشروط ہے، جب تک معاشرے میں امن قائم نہیں ہوگا اس وقت تک ترقی کا خواب دیکھنا محض ایک خواب ہی ہے ایسا خواب جو کبھی تعبیر نہیں پا سکتا۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک، معاشرے اور ادارے میں امن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہاں برابری کی سطح پر ایک مربوط نظام قائم نہ ہو، تاریخ میں ایسے ''رول ماڈل'' معاشرے موجود ہیں جنہوں نے اپنے مساوات کا ایسا عملی نمونہ دکھایا جہاں فیصلے صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوتے تھے۔ یاد کیجئے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقعہ پر اللہ کے حبیب ﷺ نے مسلمانان عالم کو جو نصیحتیں کیں ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ تمام مسلمان آپس میں برابر ہیں ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، فوقیت کا دارومدار تقویٰ پر رکھا گیا کہ جو شخص بھی تقویٰ کے بلند معیار پر فائز ہوگا، اسی کو فوقیت حاصل ہوگی۔

آج ہمارے ملک کو بھی امن وامان کا مسئلہ درپیش ہے، اخبارات دیکھئے آپ کو روزانہ معمولی سی چیز کے حصول کی خاطر کسی کو قتل کر دیئے جانے یا افسوسناک ٹریفک حادثے کی کوئی نا کوئی خبر ضرور ملے گی، 12 مئی، 27 دسمبر اور 9 اپریل المناک واقعات فراموش نہیں کیے جا سکتے، ان واقعات سے ملکی معیشت کا جو نقصان ہوا اس کی تلافی برسوں نہیں ہو سکے گی، اس کے علاوہ جو انسانی جانوں کا ضیاع ہوا وہ ایک الگ داستان الم ہے، آن واحد میں کئی گھروں کے چراغ گل کر دینے والے آج بھی معاشرے میں بلاخوف وخطر آزاد گھوم رہے ہیں اور ان پیاروں کے لواحقین تاحال انصاف کے منتظر ہیں کیوں؟ شاید وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں قانون تو موجود ہے لیکن قانون پر عملدرآمد نہیں، یہ بھی حقیقت ہے کہ جن معاشروں میں سزاؤں پر عملدرآمد نہیں ہوتا ان معاشروں میں سزائیں چاہے جتنی سخت اور طویل کیوں نہ ہوں وہاں جرم نہیں رک سکتے کیونکہ ان معاشروں کا مجرم جرم کرنے سے قبل اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ وہ رشوت یا سفارش کے ذریعے سزا سے بچ جائے گا وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر اسے کسی وجہ سے سفارش نہ بھی مل سکی تب بھی وہ عدالتی نظام کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا لے گا، اس کے وکیل اسے بچالیں گے، چنانچہ ظلم کرنے والا یہ جانتا ہے کہ اس کو ظلم سے روکنے والا کوئی نہیں اور مظلوم یہ سمجھتا ہے کہ

اس پر ہونے والے مظالم کی دادرسی کرنے والا کوئی شخص نہیں، انصاف کے حصول کے لیے سالوں دھکے کھا کر بھی نتیجہ وہی صفر نکلتا ہے، جیسا کہ پاکستانی معاشرہ میں ہر سال جرائم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، آنے والا ہر دن جرائم میں اضافہ کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔

قومیں اپنے ماضی سے سبق حاصل کر کے ہی سرخرو ہوتی ہیں، لیکن ہم نے ابھی تک ماضی سے سبق حاصل کرنے کی روایت ہی نہیں سیکھی، آج بھی ہم ماضی کی غلطیوں کو اپنے سے پہلوں کے سر ڈال کہ مطمئن ہو جاتے ہیں، انصاف کا حصول ایک کھیل بن چکا ہے، ایسے میں ترقی کا خواب دیکھنا اور ترقی کا دعویٰ کرنا نہایت مضحکہ خیز لگتا ہے۔

آج معاشرے میں رہنے والا ہر بااختیار فرد اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھتا ہے، قانون کی دھجیاں بکھیرنا اور ''لاء اینڈ آرڈر'' کو اپنے پاؤں تلے روندنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ زیادہ دور مت جایئے، خود اپنے آپ سے شروع کیجئے ہم بذاتِ خود کس قدر قانون کے پابند ہیں؟ روزمرہ ٹریفک سگنل کو توڑنا ہمارے لیے ایک عام سی بات ہے، گستاخی معاف! لیکن معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے، معاشرے میں رہنے والا ہر فرد اپنے لحاظ سے ذمہ دار ہے، عدالتیں آج بھی موجود ہیں لیکن انصاف موجود نہیں، قانون ہے لیکن قانون پر عملدرآمد نہیں ہے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ قانون کا خوف وہاں ہوتا ہے جہاں جرم پر سزائیں دی جاتی ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جس ملک میں قانون بھولنے کے لیے بنائے جاتے ہوں اور سزائیں کتابوں کے اوراق تک محدود ہوں تو وہاں انصاف اور قانون کے نام صرف سننے اور کہنے میں ہی اچھے لگتے ہیں۔

ابھی ہم نے اور ہمارے ملک نے بہت ترقی کرنی ہے، فیصلہ اب ہمیں کرنا ہے کہ ہمیں کون سی ترقی کرنی ہے، اپنے ملک آگے لے جانے والی ترقی یا پھر ترقی معکوس......!!!